لیبیا: منزل قریب لیکن......

شام: فقید المثال مزاحمت

عبدالغفار عزیز

تیونس سے شروع ہونے والے سفر آزادی کو انقلابات کی بہار کہا جاتا ہے۔ تیونس اور مصر میں جلاد صفت حکمرانوں کا شکنجہ بہت مضبوط اور ہولناک تھا لیکن اچانک رونما ہونے والی عوامی تحریکیں دو سے اڑھائی ہفتوں میں فرعون حکمرانوں سے نجات پانے میں کامیاب ہوگئیں۔

ادھر لیبیا کے عوام بھی قذافی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور کامیابیاں حاصل کیں۔ ۱۸رمضان المبارک کو لیبیا کے عوامی لشکر نے اچانک اعلان کیا کہ ہم فتح مکہ کے تاریخی اور بابرکت دن دنیا کو قذافی سے نجات کی خوش خبری سنائیں گے۔ ایک طرف یہ عوامی افواج دارالحکومت طرابلس میں داخل ہو رہی تھیں اور دوسری طرف سرکاری ٹی وی پسرِ قذافی کی ایک روز پرانی طویل تقریر سنا رہا تھا۔ سٹیج پر ایک بڑا بینر لگا تھا ''اللہ - معمر - لیبیا و بس'' یہ بینر ۴۲ سالہ اقتدار مطلق کا خلاصہ ہے لیکن آج لیبیا کا چپہ چپہ اعلان کر رہا ہے کہ: وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن ۵۵:۲۷) ''اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔''

جن پانچ عرب ممالک میں عوامی انقلاب کی لہر عروج پر ہے ان میں سے لیبیا ہی سب سے زیادہ مالی وسائل رکھتا ہے۔ اعلیٰ ترین معیار کا پٹرول وافر ہے۔ ۴۲ سال میں قذافی چاہتا تو ملک کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا، لیکن سارا عرصہ مختلف لایعنی مہم جوئیوں میں گزر گیا۔ اس وقت دولت کے انبار تقریباً ہر اہم مغربی ملک کے بنکوں میں منجمد پڑے ہیں۔ ۳۰ ارب ڈالر تو صرف امریکی بنکوں میں ہیں۔ قذافی کا آخری اور سنگین ترین جرم یہ ہے کہ جب عوام نے مزید غلامی برداشت کرنے

سے انکار کردیا تو اس نے ان پر چہار جانب سے موت مسلط کردی اور یوں بیرونی طاقتوں کو لیبیا میں در آنے کا بہانہ فراہم کردیا۔ عبوری حکومت نے اعلان کیا ہے کہ قذافی نے اقتدار بچانے کی جنگ میں ۵۰ ہزار سے زائد شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ سرت اور بنی ولید میں جاری جھڑپوں سے یہ تعداد یقیناً مزید بڑھ جائے گی۔ جب ایک کے بعد دوسرے شہر میں موت کا بازار گرم کرتے ہوئے، قذافی نے لیبیا کے دوسرے بڑے شہر بن غازی کا بھی محاصرہ کرلیا اور دھمکیاں دینے لگا کہ میرا اقتدار نہ مانا تو پورے شہر کو بھسم کردوں۔ یہی وہ وقت تھا کہ جب ہر طرف سے عوام چلا اٹھے کہ دنیا مدد کو پہنچے، ہم اس جنونی قاتل کا مزید سامنا نہیں کرسکتے۔ مغرب کو بھی اسی لمحے کا انتظار تھا، اقوام متحدہ سے قرارداد جاری ہوگئی اور ناٹو افواج لیبیا کی فضاؤں اور پانیوں پر قابض ہوگئیں۔ یہ عوامی تحریک اور پھر خوں ریز لڑائی ۱۷ فروری سے جاری ہے۔ ناٹو نے اس عرصے میں نہ صرف اپنی عسکری گرفت مضبوط کی ہے بلکہ اس نے عبوری مجلس میں بھی اثر و نفوذ حاصل کرلیا ہے۔ یقیناً اس بیرونی قبضے کے لیے قذافی نے اسباب فراہم کیے، اگرچہ ۴۴ ارب بیرل پٹرول کے زیرزمین ذخیروں پر تسلط کا مغربی خواب بھی اس کے لیے قوت متحرکہ ہے۔

اس وقت اُمید کی سب سے بڑی بنیاد تو یقیناً رب ذوالجلال کی رحمت پر ایمان ہی ہے۔ جس ذات نے بے نوا عوام کو ظالم حکمرانوں سے نجات دی ہے وہ آیندہ بھی اپنی رحمت شامل حال رکھے گا۔ خود عوام بھی اپنی تمام قربانیوں اور جدوجہد آزادی کے ثمرات سے محرومی کے لیے کسی طور آمادہ نہیں ہیں۔ یہ عوام کی بیداری، جذبۂ آزادی اور مسلسل قربانیاں ہی ہیں، کہ سنہری موقع ملنے کے باوجود لیبیا پر فوج کشی کے لیے امریکا خود کھل کر سامنے نہیں آیا۔ عراق اور افغانستان کی دلدل جس طرح اسے مسلسل نگل رہی ہے، وہ خود اس کے لیے ہی نہیں، ناٹو بالخصوص فرانس برطانیہ اور اٹلی کے لیے بھی باعث عبرت ہے۔ وہ کوشش تو ضرور کریں گے کہ آیندہ حکومت میں ان کا نفوذ زیادہ سے زیادہ ہو، لیکن زمینی حقائق سے بھی آنکھیں بند نہ کرسکیں گے۔

عبوری مجلس کے سربراہ مصطفیٰ عبدالجلیل کا یہ بیان اس تناظر میں بہت اہم ہے کہ: ''ہم بہرصورت دین اسلام کی مبنی بر اعتدال تعلیمات پر چلیں گے''۔ قذافی کی جیلوں میں طویل عرصے تک قید رہنے والے ڈاکٹر علی محمد الصلابی اور ان کے ساتھی بھی میدان میں ہیں اور اخوان کے ذمہ داران بھی مکمل طور پر شریک عمل ہیں۔ ڈاکٹر علی صلابی تقریباً گزشتہ تین سال کے عرصے میں

اس وقت اچانک سامنے آئے، جب سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ کے علاوہ کئی موضوعات پر ان کی درجنوں بے مثال کتب، تازہ ہوا کے ایک خوش گوار جھونکے کی طرح عرب قارئین کو نصیب ہوئیں۔ میں نے ایک ملاقات میں ان سے پوچھا کہ جناب یہ پورا چمنستان اچانک کیسے ترتیب پا گیا؟ کہنے لگے: جیل میں ان ساری کتب کی تیاری ہوگئی تھیں۔ مسوّدہ جات تیار تھے، اب انھیں ایک بار دیکھ کر شائع کروا رہا ہوں۔ ڈاکٹر صلابی نے بھی اپنے حالیہ بیان میں قذافی کے سابق وزرا اور مغرب سے لائے گئے کئی چہروں کے بارے میں واضح بیان دیا ہے کہ انھیں مستقبل کے انتظام میں قبول نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ عوام انھیں منتخب کرلیں۔ اب عبوری دستور کے مطابق آٹھ ماہ کے اندر اندر دستوری مجلس کے انتخابات ہونا ہیں۔ یہ مجلس ایک عبوری حکومت اور عبوری صدر بھی منتخب کرے گی اور پھر ۲۰ ماہ کے اندر اندر پارلیمانی اور صدارتی انتخابات کروائے جائیں گے کہ جن کے بعد لیبیا کو کسی ایک شخص یا خاندان کی ملکیت ہونے کے بجائے شورائیت و جمہوریت پر مبنی ایک نئی آزاد ریاست کے روپ میں سامنے آنا ہے۔ ان شاءاللہ

تیونس، مصر، لیبیا اور یمن کی طرح شام میں بھی کئی عشروں سے مسلط جابر آمریت کو مسترد کرنے کے لیے ۱۵ مارچ سے عوامی مظاہرے شروع ہوئے تو بشار انتظامیہ نے خوں ریزی کی نئی تاریخ رقم کرنا شروع کردی۔ بدقسمتی سے کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب شام سے مظلوم عوام کی شہادتوں اور ان پر ہونے والے مجرمانہ تشدد کی خبریں نہ ملتی ہوں۔ حقوق انسان کے ایک ادارے (شہداء سوریا) کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق ۱۵ مارچ سے ۹ ستمبر تک ۳ہزار سے زائد افراد موت کے گھاٹ اتارے جاچکے ہیں، جن میں ۱۹۸ بچے اور ۱۴۳ خواتین بھی شامل ہیں۔ تقریباً ۱۰ ہزار افراد گرفتار کیے جاچکے ہیں۔ جان بچا کر ترکی اور لبنان ہجرت کرجانے والوں کی تعداد بھی ۱۵ ہزار سے متجاوز ہے، جو کبھی اپنے اپنے گھروں میں معزز و مکرم تھے اب مہاجر کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔

قذافی کے بعد سب سے زیادہ خوں ریز مظالم شام کی بشار حکومت ڈھا رہی ہے۔ ۱۵ مارچ کے بعد سے کوئی ایسا دن طلوع نہیں ہوا اور کوئی سورج ایسا غروب نہیں ہوا کہ جو معصوم شہریوں کے خون سے ہولی کھیلتے شامی فوجیوں کی سفاکی کا گواہ نہ بنا ہو۔ ہر لمحے ظلم کی نئی تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ انسانوں کو قتل کرنا تو کوئی کارنامہ ہی نہیں سمجھا جاتا، اصل بہادری یہ ہے کہ انھیں زیادہ سے زیادہ